حضرت لعل قلندر شہباز کی علمی و دینی عظمت

تاریخ شاہد ہے کہ اللہ اور اس کے نبی کریم آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت میں سب سے زیادہ حصہ صوفیائے کرام اور علمائے عظام کا رہا ہے۔ خالق دو جہاں کون و مکاں کے یہ نیک و برگزیدہ بندے وسط ایشیا، مشرق وسطیٰ اور دنیا کے مختلف گوشوں سے برصغیر پاک و ہند میں تشریف لائے۔ اپنے فیوض و برکات و کرامات، علوم و فنون اور اخلاق و اخلاص سے چپے چپے میں اسلام کا پرچم بلند کیا ان ہی بزرگان دین کا فیضان و احسان کہ آج مملکت خداداد پاکستان کا خطہ سندھ بھی صدیوں سے قدیم تہذیب و تمدن کا گہوارہ اسلامی معاشرت و ثقافت کا مرکز اور علم و عرفان کی آماجگاہ رہا ہے۔ ان ہی اولیائے کبار اور اکابر اسلام میں حضرت حافظ سید عثمان مروندی معروف بہ مخدوم لعل قلندر شہباز رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی و اسمِ گرامی تاریخِ تصوف و معرفت میں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

سلسلہ قادریہ کے بارے میں "سوانح شہباز" (ص ۱۹۰) میں رقم ہے:

> عہدِ حضرت قلندر شہباز میں اس وقت آسمانِ تصوف پر حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے محاکات کی درخشانی اپنی تابناکی دکھا رہی تھی اس صدی میں جو علماء اور مفکر نمودار ہوئے وہ غزالی کی روایاتِ آثار کی حیثیت رکھتے ہیں جہاں حضرت الحافظ المرتدیؒ کی حیات میں ان کے کمالاتِ قلندری دیکھنے میں آتے ہیں وہاں ان کا ایک اپنا "مقام تصوف" بھی ہے "کمالاتِ قلندری" حضرت شرف الدین بو علی شاہ قلندر سے ودیعت ہوئے تھے اور مقامِ تصوف" حضرت امام غزالیؒ کی نسبت سے عطا ہوا تھا۔"

حضرت لعل قلندرؒ دنیائے علم و عرفاں کے ان قلندروں میں سے تھے جن کی عظمت و ہمہ جہتی کی تعریف حافظ شیرازی نے ان الفاظ میں کی ہے ؎

وقت آں شیریں قلندر خوش کہ در اطوارِ سیر
ذکر تسبیح ملک در حلقۂ زنار داشت

حافظ نے شانِ قلندری اور فلسفہ حیات کا جو حسین و جمیل رُخ پیش کیا ہے شہباز قلندر اس کے ایک پیکرِ جمال تھے ؎

بردر قلندر انداں قلندر باشند کہ ستانند رموز افسر شاہنشاہی
آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند

علامہ اقبال کی نظر میں شانِ قلندری یہ ہے کہ ؎

دمِ زندگی رم زندگی غمِ زندگی سمِ زندگی
غمِ رم نہ کر سمِ غم نہ کھا کہ یہی ہے شانِ قلندری

سندھ کے (بیدل) نادربخش کے نزدیک قلندری کا مرتبہ یہ ہے ؎

قلندر نازنیں حق نازکش او
قلندر نورِ حسن المجتبیٰ ہے

حضرت قلندر شہبازؒ عالی نسب تھے۔ حضرت امام جعفر صادقؒ کی اولاد میں سے تھے آپ کے والد ماجد حضرت سید کبیرؒ اپنے وقت کے بڑے عالم دین اور جلیل القدر روحانی بزرگ تھے۔

حضرت حافظ عثمان مروندی کی ولادت باسعادت ۵۷۲ھ/۱۱۷۷ء میں بمقام مروند (مرند) میں ہوئی۔ تذکرہ صوفیائے سندھ (ص ۱۹۹) میں لکھا ہے کہ مروند ہرات کے قریب افغانستان میں واقع ہے کہ جب کہ سوانح شہباز (ص ۶۳) میں تحریر ہے کہ مروند آذربائیجان کا ایک مشہور شہر تھا ان کی تاریخ ولادت کے بارے میں بھی تذکرہ نگاروں میں اختلاف پایا جاتا ہے آپ کا مقام ولادت اور سنِ ولادت یہ دونوں امور بہرحال ہنوز تحقیق طلب ہیں۔

حضرت شہباز نے اپنی طویل سو سالہ زندگی کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کی خاطر صعوبتیں جھیلیں اپنی زندگی کو "شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک" کے مصداق تج دیا حقیقت و معرفت کی

عام ہے ہر سال عرس کے موقع پر سندھ و بیرون سندھ سے آنے والے زائرین کا عدیم المثال ہجوم آپ کی شان قلندری اور علمی و دینی عظمت کی یاد دلاتا ہے۔

حضرت لعل قلندر شہباز کے بعد سندھ کے تمام صوفیائے کرام اور اولیائے عظام مثلاً حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی، فقیر قادر بخش بیدل اور سچل سرمست وغیرہ نے حضرت شہباز کی حکمت ودانائی، کشف وکرامات سے روحانی کسب کا اعتراف کیا ہے۔ عبدالقادر ٹھٹوی نے حضرت قلندر شہباز کی خدمت میں ۲۸ اشعار کی ایک نظم میں خراج عقیدت کیا ہے اس نظم کے یہ ابتدائی چند اشعار حدیقۃ الاولیاء (قلمی مملوکہ سندھی ادبی بورڈ جامشورو) سے نقل کیے جاتے ہیں ؎

شاہ باز نشیمن لاہوت　　شاہ اورنگ خطۂ ملکوت
اہلِ دل عارف معارف حق　　صاحب وجد و تارک مطلق
شاہ عثمان شاہ باز لقب　　اشرف الذات ہم شریف نسب
بحرِ عرفاں کنوز دانائی　　مہرِ ایقان چراغ بینائی
صاحبِ حال و کاملِ ابدال　　محرم خلوت حریم مثال
چند از روضہ اش بہ سیوستان　　عطر افزا بود روضہ رضوان
دمبدم رحمتِ خداوندی　　بادِ بر روحِ شاہِ مروندی

حوالہ جات

۱۔ اعجاز الحق قدوسی۔ تذکرہ صوفیائے سندھ۔ اردو اکیڈمی سندھ کراچی ۱۹۵۹ء
۲۔ اکبر شاہ خان نجیب آبادی۔ تاریخ اسلام۔ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۲ء
۳۔ دین محمد وفائی۔ تذکرہ مشاہیر سندھ سندھی، سندھی ادبی بورڈ جامشورو ۱۹۷۴ء
۴۔ ریاض الاسلام ڈاکٹر، تاریخ ہند پاکستان۔ سلور برڈٹ کمپنی نیویارک ۱۹۵۳ء
۵۔ سید صباح الدین عبدالرحمٰن۔ بزم مملوکیہ۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ
۶۔ سید عبدالقادر ٹھٹوی، حدیقۃ الاولیاء قلمی، سندھی ادبی بورڈ جامشورو
۷۔ سید محمد اولاد علی گیلانی، اولیاء ملتان، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۶۲ء

علم و فضل میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ فارسی کے عظیم المرتبت شاعر تھے۔ عربی و فارسی علوم و ادبیات پر کامل دست گاہ رکھتے تھے۔ بلند پایہ معلم، مفسر قرآن، متکلم اسلام، فقیہہ، محدث، عالم مقرر اور خطیب تھے ان کی تقاریر و خطبات سے مستفیض ہونے کے لیے لوگ سندھ کے گوشے گوشے سے حاضر ہوتے۔ علم و عرفان، حقیقت و روحانیت کے لازوال خزینے سے اپنا دامن بھر کر اٹھتے آپ زندگی کے ہر عمل کی طرح فکر خدا اور ذکر نبی کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو ملحوظ رکھتے تھے۔ آپ پر عجیب محویت کا عالم طاری ہو جاتا۔ احادیث سے روایت ہے کہ:

"آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ مرحمت فرماتے آنکھیں سرخ ہو جائیں، آواز بھاری ہو جاتی، جوش تیز ہو جاتا یہاں تک کہ معلوم ہوتا کہ آپ کسی دشمن فوج کے آپڑنے کے خطرے سے آگاہ کر رہے ہیں فرماتے وہ صبح کو آپڑے یا شام کو"۔

حضرت نبی آخر الزماںؐ کی پیروی میں حضرت قلندر شہباز کے خطبات کا انداز بھی کچھ ایسا ہی ہوتا۔

حضرت قلندر شہباز اعلیٰ درجے کے مصنف بھی تھے۔ عربی فارسی لسانیات پر آپ کی نظر بہت گہری تھی۔ آپ ماہر قواعد زبان، ماہر صرف و نحو، علم البیان تھے۔ آپ کی وسعت نظر اور نظریہ تعلیمات کو ہر عہد میں تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ کے فلسفہ تصوف نظریہ فکر و عمل سے مربوط تھا آپ کے افکار و نظریات کی رُوح آپ کی ہر تصنیف میں کارفرما ہے آپ کی متعدد سندھ کے قدیم و جدید مدارس کے نصاب میں رائج رہی ہیں۔ رچرڈ برٹن نے "سندھ اور وادی مہران میں بسنے والی قومیں" (میں مندرجہ ذیل تصانیف کی نشاندہی کی ہے)

۱۔ عقد ۲۔ اجناس ۳۔ میزان الصرف

۴۔ صرف صغیر ۵۔ قسم دوم

شیخ محمد اکرام (موج کوثر) ڈاکٹر عبدالمجید سندھی (تذکرہ شہباز) پروفیسر محبوب علی چنّہ (قلندر لعل شہباز) اور دوسرے تذکرہ نگاروں نے شہباز کی جو فہرست تصانیف درج کی ہے سب کا اصل ماخذ برٹن کی مذکورہ کتاب ہے

حضرت حافظ سید عثمان مروندی عرف مخدوم قلندر شہباز نے سو سال کی عمر میں ۲۱ شعبان ۶۷۳ھ مطابق ۱۲۷۴ء کو رحلت کی سیوستان (سیہون) میں کا روضہ اقدس زیارت گاہ خاص و

جب حضرت شہباز سیوستان پہنچے وہاں اللہ کا نام لیوا کوئی نہ تھا۔ صنم کدوں میں بت پرستی اور کفر پرستی کا دور دورہ تھا لوگ بدکاری اور بد اخلاقی کے روگ میں مبتلا تھے۔ حضرت شہباز اپنی مخصوص سحن میں قرآنی آیات کی تلاوت کرتے اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات و پیغامات کو اس موثر انداز میں بیان فرماتے کہ وہاں کے گمراہ مردوں اور عورتوں کے دلوں میں ایمان کی روشنی جگمگا اٹھتی۔ آپ کے اعلٰی اخلاق و کردار، اثر انگیز گفتار کا کرشمہ تھا کہ بے شمار نفوس مشرف بہ اسلام ہوئے نورِ اسلام رفتہ رفتہ سیوستان کی حدوں سے گزر کر وادی مہران کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔ آج صدیاں گزر جانے کے بعد بھی حضرت قلندر شہباز کا سرچشمۂ فیوض و برکات جاری و ساری ہے۔

حضرت شہباز ان مشائخ دین میں سے تھے جنھوں نے عمل پیہم، مسلسل جدوجہد، تواتر عزم و استقلال اور اخلاق و ایثار کا پیغام دیا۔ آپ کے نزدیک زندگی پروردگار عالم کی وہ مقدس امانت ہے جس کو حسن و جمال کا دلکش و دلنواز روپ دینا ذوالفنِ انسانی میں داخل ہے۔ زندگی کی رعنائیوں لطافتوں، کشش و دلکشی سے لطف اندوز ہونا ہر انسان کا حق ہے لیکن یہ حق سہل انگاری راحت و عافیت، آرام طلبی، سست روی، خلوت پسندی یا گوشہ نشینی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ نہ مراقبہ و مکاشفے میں بیٹھ کر کشف والہام کے ذریعے بلکہ اس کے حصول کے لیے تمام نشیب و فراز، ہست و نیست سرد و گرم مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ سائیں قلندر نے ہر دشوار و کٹھن منزلیں طے کیں ان کا دل ہمیشہ گلستان سدابہار کی طرح تازہ و شگفتہ، عشق و محبت، حسن و جمال کی خوشبوؤں سے مہکتا و دمکتا رہا مشہور مستشرق مورخ و محقق مسٹر رچرڈ این برٹن نے اپنی کتاب (سندھ اور وادی مہران میں بسنے والی قومیں ص ۱۹۸) میں سندھ میں دو قسم کے صوفیائے کرام کا تصور پیش کیا۔ ایک جلالی دوسرے جمالی۔ حضرت قلندر شہباز جمالی صوفیوں میں سے تھے۔ شاید اسی لیے بھی وہ حسن و جمال کے پرستار تھے۔ اللہ کے نزدیک بھی صاحبِ جمال، محبوبِ جمال ہوتا ہے ان اللہ جمیل و یحب الجمال۔

شیخ سعدی نے اس رخِ زیبا کو آئینہ شعر میں اس طرح دکھایا ہے ؎

کہ گفت بر رخِ زیبا نظر خطا باشد
خطا بود کہ نہ بیند روئے زیبا را

حضرت قلندر شہباز، فقر و قلندری، تصوف و معرفت کی بلند ترین منزل پر فائز تھے۔

جستجو جلوہ کائنات، مظاہر قدرت اور اشیائے فطرت کے اسرار ہائے درون و بیروں سے واقف و باخبر ہونے کی تڑپ میں دور دراز ملکوں، قصبوں، شہروں کی سیر و سیاحت کی۔ سالکین، عارفین صالحین کی صحبتوں اور محفلوں سے فیض یاب ہوئے۔ ہر جگہ اپنی رشد و ہدایات کی شمعیں روشن کیں۔ بقول شہباز ؎

قلندر من و شہبازم مرا آشیانہ گوناں گوں
بہر جا میردم آنگاہ با من نور خوش آید

جب آپ ترک وطن کرکے سفر پر روانہ ہوئے وہ پر آشوب عہد تھا کہ وحشی تاتاریوں کے ظالم و خونخوار لشکروں نے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک قصبوں، شہروں، آبادیوں کو تخت و تاراج کر رکھا تھا۔ لاکھوں انسانوں کو بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار رہے تھے۔ دہشت گردی، قتل و غارت، مظالم و مصائب کے ان طوفانوں میں حضرت شہباز قلندر ہی نے ہجرت نہیں کی بلکہ اللہ کے بہت سے نیک و دیندار بندوں نے اپنے وطن کو خیرباد کہا اور ہند و سندھ کا رُخ کیا غالباً علامہ اقبال نے اسی پس منظر میں یہ شعر کہا ہوگا ؎

نہیں ضبطِ نوا ممکن تو اڑ جا گلستاں
کہ اس محفل سے خوشتر ہے کسی صحرا کی تنہائی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے سنجرستان سے اور حضرت بختیار کاکی نے دہلی میں ہجرت کی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے پاک پتن، بہاؤالدین زکریا ملتانی کے جدامجد نے ملتان اور مخدوم شہباز نے سیوستان (سیوہن) کو اپنا مسکن بنایا۔ حضرت شہبازؒ جب ملتان پہنچے وہاں آپ کی کئی اولیائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ حضرت زکریا ملتانی، بابا فرید، مخدوم جہانیاں جلال الدین بخاری سے ان کے دوستانہ مراسم قائم ہوئے۔ روحانیت و معرفت علم و عرفان سے معمور محلسیں جمیں۔ فکر و عمل سے راہ سلوک میں نئی نئی شمعیں روشن ہوئیں ان چار درویشوں کی یاری نے توحید و رسالتؐ کی جو مشعلیں روشن کیں ان کے اسرار و انوار سے ایک عالم منور ہے جب حضرت شہباز حضرت بوعلی قلندرؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت علی شاہ قلندرؒ نے ہدایت فرمائی:

"سندھ میں تمھاری ضرورت ہے تم وہاں جاؤ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دین کو عام کرو۔"

۸۔ شیخ اکرام الحق ، ارض ملتان ۔ شعبہ نشر و اشاعت الاکرام ملتان ۱۹۷۴ء
۹۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ، اخبار الاخیار ، اسرار الابرار
۱۰۔ شیخ محمد اکرام ، موج کوثر ۔ فیروز سنز لاہور
اردو ترجمہ لطیف ملک ، نوادرِ صوفیہ ، شعاعِ ادب لاہور ۱۹۶۲ء
۱۱۔ قادر بخش بیدل ، دیوان بیدل ، سندھی ادبی بورڈ جامشورو ۱۹۶۱ء
۱۲۔ محمود حسن صدیقی ۔ تاریخ اسلام ، سلور بڈٹ کمپنی نیو یارک ۱۹۵۳ء
۱۳۔ مرزا محمد اختر دہلوی ، تذکرہ اولیاء ہند کامل (نسخہ ہندی) کتب خانہ میور پریس دہلی ۱۹۲۸ء
۱۴۔ میر علی شیر قانع ٹھٹوی ، تحفۃ الکرام ، فارسی ، سندھی ادبی بورڈ جامشورو
۱۵۔ میر محمد معصوم بھکری ، تاریخ معصومی ، اردو ، " ۱۹۵۹ء
۱۶۔ Richard F Burton Sind and The Races That Inhabit The Valley of The Indus. Oxford University Press London England Edition 1851

تبصرہ

مہران نقش ایک نظر میں

ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی

خوشی کی بات ہے کہ موجودہ دور میں سندھ کے ادب ، ثقافت اور تاریخ پر اردو میں لکھا جانے لگا ہے ۔ مقالات اور مضامین کے علاوہ حال ہی میں اس موضوع پر چند کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں محترم ڈاکٹر وفا راشدی صاحب نے اس سلسلہ میں قابل قدر کام کیا ہے ۔ سندھ کے ادب و ثقافت کے متعلق ان کے مقالات مختلف اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوئے ہیں اب ان کی کتاب مہران نقش کے نام سے شائع ہوئی ہے جس میں مختلف مقالات عمدہ ترتیب سے پیش کیے گئے ہیں ۔ انھوں نے نہ صرف سندھی ادب کا تعارف پیش کیا ہے بلکہ سندھ کے قدیم اردو